یہہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہلحدیث امرتسر سے شایع ہوتا ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۲

THE AHL-I HADIS, AMRITSAR.

الحمد لله

# اہلحدیث

امرتسر یوم جمعہ ۲۳ جمادی الاول سنہ ۱۳۲۲ ہجری مطابق ۵ اگست سنہ ۱۹۰۴ء جمعہ مبارک

## اغراض اخبار ہذا

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا ٭

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی اور دنیوی خدمات کرنا ٭

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا ٭

## قیمت اخبار سالانہ

| | |
|---|---|
| گورنمنٹ عالیہ سے | عہ |
| والیان ریاست سے | ہے |
| رؤسا اور جاگیرداروں سے | للعہ |
| عام خریداروں سے | ع۲ |

قیمت بہر حال پیشگی آنی ضروری ہے

نمونہ کا پرچہ مفت بذریعہ ٹکٹ ڈاک واپس

نامہ نگاروں کے مضامین اور تازہ خبریں بشرط لیاقت درج ہونگی۔ اشتہارات کی بابت بذریعہ خط و کتابت مینیجر سے فیصلہ ہو سکتا ہے جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مالک مطبع ہونی چاہئے۔ ہر خریدار کو نمبر چٹ لکھنا ضروری ہوگا۔

## مباحثہ نگینہ میں آریوں کی مغلوبیت

(منقول از … اخبار)

گذشتہ سے پیوستہ

آپ لکھتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب علمی طور پر گر چکے ہیں کیونکہ سب سے پہلی دنیا کا ماننا کسی طور پر صحیح نہیں۔ آپ کا مطلب یہ کہ جیسے خدا قدیم ہے۔ دنیا کا سلسلہ بھی قدیم ہے۔ کیا اتنے بڑے دعوے پر کوئی معقول دلیل آریہ مباحث نے مجلس مناظرہ میں پیش کی اگر دی ہے۔ تو تاریخ اور پرچہ کا حوالہ دیجئے۔ ہاں آپ نے انہ نود دلیل کی طرف توجہ کی ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ مباحثہ پر ریویو نہیں کرتے بلکہ آریہ مباحث کا عجز دیکھکر آپ خود مدعی بن بیٹھے ہیں۔

بحیثیت پریذیڈنٹ آپ کا فرض تھا۔ کہ آپ آریہ مباحث کی تقریر بتلاتے کہ اوس نے اس دعوے پر یہ دلیل دی تھی۔ ہاں اس کی تشریح کر دینا بھی آپ کو جائز تھا۔ نہ یہ کہ آپ نے خود کوئی دلیل بتلاتے جس سے مباحث کی کمزوری اور مغلوبی آپ نے گویا خود ہی تسلیم کر لی جس سے ہمارے بیان کا عنوان ثابت ہو گیا۔ کہ آریوں کی مغلوبیت بقول آریہ اخبار آپ نے ایسے زبردست دعوے پر کہ سلسلہ دنیا قدیم ہے۔ خدا خدا کر کے ایک دلیل پیش کی ہے جسے سن کر ہمیں بہت خوشی ہوئی اس لئے کہ آریہ سماج نے اتنا تو سیکھا۔ کہ دعوی پر دلیل بھی دیا کرتے ہیں۔ آج تک تو ہم نے آریہ سماج کے کل اصولوں میں یہی دیکھا ہے۔ کہ مذہب کا بنیادی پتھر یہ ہے۔ کہ دوسروں پر اعتراضات کئے جاؤ۔ اپنے ثبوت سے مطلب نہیں جہاں تک ہو سکے الزامی طرز سے تقریر کرو۔ کہ مخاطب لاجواب ہو کر اپنی راہ لے عجب ہے کہ آریہ سماج کا ایک ایک ممبر اس وقت زیادہ میں فن وکالت ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خود آریہ لیڈروں کو بھی یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ جتنے بدمعاش ہیں۔ وہ آریہ سماج میں آنے کو تیار ہیں۔ جتنے بے اصول آدمی ہیں۔ وہ آریہ سماج میں نام لکھا کر دوسروں کو برا کہنے کو طیار رہتے ہیں (رسالہ سناتن دھرم گزٹ بابت ماہ جولائی ۱۹۰۶ء منقول از ست دھرم پرچارک)

اس لئے ہماری آرزو ہے۔ کہ خدا وہ دن دکھائے کہ آریہ سماج دلیل سے کام لینا سیکھے:۔

آپ کی دلیل کی تشریح یہ ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ نے جو دنیا کو پیدا کیا ہے۔ ارادہ سے نہیں کیا۔ کیونکہ آپ کے نزدیک خدا فاعل بالارادہ نہیں ہے۔ (اس نفی کی دلیل و دلائل پر بحث کرنے سے سردست مجھ کو مطلب نہیں آگے چل کر بتلاؤں گا) بلکہ فاعل بالطبع ہے۔ جیسے سورج کی روشنی سورج کے لئے لازمی ہے۔ ارادی نہیں۔ بلکہ جب سے سورج ہے تب سے روشنی اس کے ساتھ ہے۔ اسی طرح پیدا کرنے کا وصف خدا میں ہے۔ اوس کی ذات کو لازم ہے کوئی وقت ایسا نہیں کہ یہ وصف اس میں نہ ہو۔ جیسے کوئی وقت سورج پر بے روشنی کے نہیں۔ اس کا نام اپنی اصطلاح میں فاعل بالذات کہتے ہیں۔ مگر ذرا ہی غور کیجئے! آپ نے اس دلیل میں بڑی غلطی کھائی ہے۔ کیونکہ لازم ملزوم میں اگر ابتدا میں علیحدگی نہیں تو درمیان یا انتہا میں بھی تو نہیں ہو سکتی۔ جیسے سورج کی مثال اس کے لئے کافی ہے۔ کہ اگر شروع سے وصف پیدا اور سورج میں تلازم چلا آیا ہے۔ تو درمیان یا اخیر میں بھی تو کبھی علیحدگی ممکن نہیں۔ حالانکہ آپ کا یہ مذہب نہیں بلکہ آپ کا مذہب تو یہ ہے۔ کہ چار ارب سال بعد ایک مہاپرلے آتا ہے جس میں مادہ عالم جو غیر مخلوق ہے۔ اپنی اصلی حالت پر منتشر ہو جاتا ہے اور مدت دراز تک لیا پڑا رہتا ہے۔ کہ پرمیشور اور نجات یافتہ روحوں کے سوا اس کو جانتا بھی کوئی نہیں (ستیارتھ صفحہ ۲۰۰) بتلائیے اور نیم دھرم سے بتلائیے۔ کہ اس پرلے کے وقت پرمیشور کا خاصہ لازمہ جو پیدائش تھا۔ کہاں گیا۔ اس مدت دراز میں کون چیز اس کی مخلوق موجود ہے۔ اگر کوئی ہے۔ تو اس کا نام لیجئے۔ نہیں تو آپ تسلیم کیجئے کہ اس وقت پرمیشور سے پیدائش کا وصف جو خاصہ لازمہ تھا منفک (علیحدہ) ہو گیا۔ کہو جی کون دھرم ہے

اب میں آپ کے دوسرے حصہ پر آتا ہوں۔ جو آپ نے فاعل بالارادہ ہونے پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ اگر فاعل بالارادہ مانو تو ارادہ اس شے کا ہوتا ہے۔ جو حاصل نہ ہو اور مفید ہو۔ چونکہ مالک کل پرمیشور کے واسطے کوئی شے بھی ایسی نہیں۔ جو حاصل نہ ہو۔ اور نیز ہی کسی خدا کے واسطے کوئی شے مفید ہو سکتی ہے۔ اس واسطے وہ فاعل بالارادہ ہو نہیں سکتا۔

سبحان اللہ کیا ہی معقول دلیل ہے۔ آخر آریہ سماج ہے سیانا دلیل میں ابھی چلنے لگا ہے۔ اس لئے اگر دھکے کھائے تو تعجب نہیں اس دلیل کا پہلا حصہ کہ ارادہ اس شے کا ہوتا ہے جو موجود نہیں ہوتی۔ بالکل ٹھیک ہے۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ ایک وقت ایسا تھا کہ

جب کچھ نہ تھا تب خدا کا ارادہ ہوا ۔ مخلوقات کو پیدا کرنا

ہم ہی نہیں بلکہ آریہ سماج بھی اگر ضد میں آکر اپنے مذہب کو نہ چھوڑ بیٹھے۔ تو اسے بھی ماننا پڑے گا۔ کہ ایک وقت تھا۔ کہ پرمیشور تو تھا۔ مگر مخلوق نہ تھی۔ کیونکہ آریہ سدھانت (مذہب) کے مطابق تین ہی چیزیں قدیم ہیں۔ خدا۔ روح اور مادہ

ahmadimuslim.de

یہ تینوں غیر مخلوق ہیں۔ روح تو بقول آپ کے تمہاری طرح (ذی شعور) و قدیم ہے۔ مادہ ایک غیر ذی شعور اجزائے لا یتجزی ہیں۔ یعنی ایسے باریک باریک ریزے جو نہ کٹ سکیں۔ نہ چر سکیں۔ ایسے کہ بقول سوامی دیانند جی مذکورہ بالا اوسکو کوئی جان ہی نہیں سکتا۔
پس اگر مخلوق کا بھی کوئی حصہ قدیم ہے سو تو کچھ شک نہیں۔ کہ چار چیزیں قدیم ہو جائیں گی۔ خدا۔ روح۔ مادہ۔ اور مخلوق جو مادہ کی ترکیب سے مرکب ہو کر وجود پذیر ہوئے تھے۔ حالانکہ آریہ سماج کسی چوتھی چیز کو قدیم نہیں مانتا۔ اسی لئے ہم نے کہا۔ کہ اگر آریہ سماج خدا میں آکر اپنے دھرم سے الگ ہو جائے تو اسے بھی ماننا پڑیگا۔ کہ ایک وقت تھا۔ کہ خدا کے ساتھ کوئی مخلوق نہ تھی۔ علاوہ اسکے یہ بھی غلط کہ مالک کل پرمیشور کے لئے کوئی شے بھی ایسی نہیں جو حاصل نہ ہو۔ کیا آپ بھی جو خدا کی مخلوق ہیں۔ ہمیشہ سے ہیں یا اتنی مدت سے کہ اس سے پہلے نہ تھے۔ اگر یہ کہیں کہ کوئی وقت تھا۔ کہ میری روح نہ تھی۔ تو براہ مہربانی اس کلیہ کی ترمیم کر دیجئے گا۔ ورنہ اگر کوئی حرج نہیں میں دوسری طرح سے حاضر ہوں۔ کہ آپ نے اس اصول پر غور نہیں کیا۔ بیشک خدا کے لئے کوئی شے ایسی نہیں۔ جو حاصل نہ ہو۔ مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی شے جس کے نہ ہونے سے اوس کی ذات یا صفات میں کوئی نقص لازم آتا ہو۔ مخلوق بذات خود خدا کی صفات سے نہیں۔ بلکہ صفت خلق خدا کی صفات سے ہے۔ جو ہر وقت اور ہر آن اوس میں موجود ہے اور ارادہ کے تابع ہو کر اوس کا ظہور ہوتا ہے۔ اس کی مثال بعینہ آپ کے قاعدہ کے مطابق الہام ہے۔ جو خدا کی اعلیٰ صفت ہے۔ حالانکہ بقول آپ کے شروع دنیا میں ایک دفعہ اس کا ظہور ہوتا ہے۔ پھر نہیں تو کیا وہ صفت معدوم ہو جاتی ہے۔ نہیں بلکہ موجود ہے جب اپنا وقت اور محل پائیگی ظہور کریگی۔ اسی طرح خلق جو فعل ہے۔ وہ خدا کی صفت ہے مخلوق صفت نہیں۔

دوسری دلیل کا بھی غلط کہ ارادہ اوسی شے کا ہوتا ہے۔ جو مفید ہو۔ مہربان من آپ جیسا مدعی ہمہ دانی کے قلم سے ایسے بے معنے الفاظ بلکہ حلو نکلکر آپ کے دعوے کی تصدیق نہ کریں گے۔ یہ کہاں کا قاعدہ ہے۔ کہ ارادہ ہمیشہ مفید چیز ہی کا ہوتا ہے۔ ان ایک معنے سے یہ سچ ہے۔ کہ اوس کا ارادہ ... مخلوق کا مخلوق کو جبکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دنیا میں ایسے مہاتما پرش ہیں جو دوسروں کے فائدہ کے لئے کام کرتے ہیں۔ تو خدا تو رحم مجسم ہے اوس نے جو کچھ پیدا کیا ہے۔ بندوں کے فائدے کیلئے ہی پیدا کیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید اسی کا گر بتاتا ہے۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا (خدا نے تمہارے فائدے کو سب چیزیں پیدا کی ہیں) پس ہم مانتے ہیں۔ کہ ان معنے سے ارادہ ہمیشہ مفید چیز کا ہوتا ہے۔

(باقی دارد)

# مرزائے قادیانی کا دعوے اور اُس کا بنیادی پتھر

مرقومہ منشی شیخ غلام احمد صاحب [illegible]

شیخ غلام احمد نامی ایک مرزائی تلاش روزگار گذشتہ سے پیوستہ برس میں کلکتہ آیا۔ اور وہاں بعد حصول ملازمت اوس نے مرزائی مشن کے لئے اپنے آپ کو مشنری بنالیا۔ ہر چند کہ وہ اپنی کوششوں میں ناکام رہا تاہم بعض جاہل لوگ اس کے دام فریب میں آگئے پھر کیا تھا۔ شیخ مذکور نے کلکتہ میں لاف زنی شروع کر دی۔ کہ کلکتہ بھر میں اگر کوئی عالم فاضل ہو اور وہ میرے سامنے آوے تو چند باتوں میں اوسکو تسلیم کرا دوں گا۔ کہ مرزا کا دعوے سچا ہے۔ کلکتہ کے علماء کرام کے کانوں تک ایسی آوازوں کا پہونچنا آسان نہ تھا۔ کیونکہ شیخ مذکور کے دام افتادہ عموماً اہل پنجاب تھے۔ اور ایسے لوگ علماء سے واقفیت نہیں رکھتے۔ البتہ نیاز مند کے کان ایسی آوازوں سے ناآشنا نہ تھے۔ مگر محض اس خیال سے سکوت کیا جاتا تھا۔ کہ شیخ مذکور کوئی مشہور ذی علم نہیں۔ اس لئے آپ کو مخاطب بنانا اور اس سے مباحثہ کرنا فضول ہے۔ لیکن اس سکوت نے اس کا حوصلہ اور بھی بڑھا دیا۔ چنانچہ گذشتہ عید الفطر کے دن (جب کہ اہل پنجاب و کشمیر حسب معمول کلکتہ کے چڑیا خانہ میں جمع تھے) شیخ مذکور مرزائی مشن کا واعظ بنا اور تبلیغ مذہب مرزائی کے فرض کو ادا کرنے لگا۔ چند اشخاص نے جب مخالفت کی آواز

نکالیں۔ تو مجھے زور سے کہا گیا۔ کہ کوئی ذی علم شخص اگر ہے۔ تو اس کو لاؤ۔ ہم چند باتوں میں اس کو ساکت کر دینگے۔ یہ سنکر میرے بعض دوستوں نے مجھے پاخانہ میں تلاش کی۔ اور مجھکو پاکر انہوں نے سب قصہ سنایا۔ میں ان کے ساتھ ہولیا۔ جب شیخ مذکور کے پاس پہونچے پہلے تو انہوں نے یہ کہکر ٹالنا چاہا کہ اب وقت تنگ ہے۔ بعد ازاں صاف انکار کیا کہ میں ان سے (ثناء اللہ سے) مباحثہ نہیں کرنا چاہتا۔ مگر یہ لوگ کب ماننے تھے۔ انہوں نے اس کو سخت شرمندہ کیا۔ اور کہا کہ ابھی تو آپ لاف زنی کر رہے تھے۔ اور ابھی دل لرزہ ہو رہا ہے۔ یہ کشمکش چند منٹ تک رہی آخر شیخ مذکور کو سوائے اقرار مباحثہ کے کچھ بن نہ پڑی۔ مگر یہ کہکر اس وقت پیچھا چھوڑایا۔ کہ اتوار کے دن رات کو مباحثہ کروں گا۔

اتوار کو شام ... میاں نادر شاہ صاحب سوداگر ... حافظ محمد صاحب کے مکان واقع ... گلی میں بلا کر لے گئے۔ جہاں ۶-۷ آدمی شیخ مذکور کے ہمراہ موجود تھے اور اہل اسلام کی طرف سے بذمہ داری میاں نادر شاہ صاحب آگئے تھے فریقین کی طرف سے دو کاتب تقریریں لکھنے کیلئے مقرر کئے گئے۔

میں نے چند مختصر الفاظ میں خواہش ظاہر کی کہ مرزا صاحب کے دعوے ماموریت من اللہ پر بحث کا دارومدار رکھا جاوے۔ اگر وہ اپنے دعوے میں صادق ہیں۔ تو ان کے مسائل مختلف فیہ خود بخود واجب التسلیم ہوں گے۔ لیکن اگر وہ اپنے دعوے میں ہی کاذب ہیں۔ تو کسی فروعی مسئلہ پر بحث کر کے وقت ضائع کرنا فضول ہوگا۔ چونکہ یہ امر شیخ موصوف کے لیے بہت مشکل تھا۔ اس لئے اس نے اسی پر بحث شروع کر دی۔ کہ مسئلہ زیر بحث نہیں آنا چاہیئے۔ بلکہ حیات و ممات مسیح علیہ السلام پر بحث ہو۔

چار تقریریں نیاز مند کی ہوئیں۔ اور تین تقریریں شیخ مذکور کی ہوئیں۔ اور میری آخری تقریر کے ختم ہونے پر رات کے ۱۱ بج گئے۔ اور وقت گذر گیا۔ جو شیخ مذکور کی استدعا پر صدر مجلس نے مقرر کیا تھا۔ میری تقریر کے ختم ہونے پر شیخ مذکور بہت چٹ پٹایا۔ کہ اب جلدی ہی وقت تقریر کروں گا۔ مگر صدر مجلس نے اجازت نہ دی۔ کیونکہ سب نے تمام رات بیٹھے رہنے پر رضامندی ظاہر کی تھی

مگر شیخ مذکور نے خود ہی صدر کے وقت مقرر کرایا تھا۔

اس کے بعد شیخ مذکور نے دوسرے اتوار پر جواب دینے کا وعدہ کیا۔ دوسرے اتوار کو وہ نہ آئے تو منتظمان مجلس مباحثہ نے انکو مجبور کیا اور بحث کے ختم کرنے پر اصرار کیا پہلے تو چند روز تک یہ کہا جاتا تھا۔ کہ تقریریں قادیان بھیجی گئی ہیں۔ وہاں سے جواب جواب دیا جاوے گا۔ لیکن آخرکار شیخ صاحب ایسے مفرور ہوئے کہ پتہ ہی نہ رہا۔

میں ان تقریروں کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ ہر چند کہ اس میں کسی اختلافی مسئلہ کا تصفیہ نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی ناظرین ضرور اس سے لطف اٹھاویں گے۔

**خاکسار کی پہلی تقریر**

**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**

چونکہ بہت سے مسائل مختلف فیہ ہیں۔ اور ان سب مسائل کا فیصلہ بغیر مرزا صاحب کی تصدیق یا تکذیب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ صرف اسی امر کی تحقیق کی جاوے۔ کہ آیا مرزا صاحب من جانب اللہ ہیں۔ یا مفتری علی اللہ ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے دعوے میں سچا ہے تو انکے مسائل اختلافیہ واجب التسلیم ہیں۔ لیکن اگر اس کے برعکس ہے۔ تو کسی دوسرے مسئلہ کی تحقیق کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

**شیخ غلام احمد مرزائی کی پہلی تقریر**

**قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا**

چونکہ علمائے ... کی بنیاد دعوے مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام مبنی ہے اس بات پر کہ مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہوچکے ہیں اور وہ دوبارہ دنیا میں واپس نہیں آئیں گے۔ بلکہ ان کے قول پر ایک شخص امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا فخر حاصل ہے۔ آیت استخلاف کے وعدہ ... موافق بمقتضائے امر الٰہی کے رسول اللہ کا سلسلہ موسوی سلسلہ کے ہمرنگ ہو جس پر آیت انا ارسلنا الیکم رسولا شاهدا ... الآیۃ مصداق ہے ایسے وقت میں جبکہ اسلام کی روحانی حالت نہایت تنزل ہوگی مبعوث ہوگا۔ پس جبکہ اصلی بنیاد دعوے ماموریت من اللہ وفات مسیح کے ساتھ لازم پڑی

ahmadimuslim.de

سوال ہے - اور جزو لاینفک کی طرح ہے - اول وفات مسیح کا فیصلہ ہونا چاہیئے - نیز کسی مامور من اللہ کے دعوے کے ثابت کرنے کے لئے کہ وہ مامور من اللہ ہے یا نہیں - کسی خارجی شہادت کی ضرورت نہیں بلکہ صرف اللہ کی شہادت کافی ہے - اور تمام اہل اسلام کا یہ متفق مسئلہ ہے - کہ معجزہ دلیل نبوت نہیں ہوتا پس تفہیم دعوے مامور من اللہ ہر شخص کے لئے علیحدہ رنگ رکھتی ہے - اور ہر ایک فرد بشر تصدیق کے مختلف معیار رکھتا ہے - وقت کی ضرورت اسلام کا تنزل مامور کا دعوے خدا کی شہادت تفہیم دعوے کے لئے کافی ہیں - پس سب سے اول مکرر میں یہی کہتا ہوں - کہ چونکہ [illegible] تعین کی ہے سب سے پہلے مسیح ؑ کی حیات یا وفات پر بحث ہو -

**خاکسار** :- سالہا سر آن چیز کہ خاطر میخواست آخر آمد زپس پردہ تقدیر پر سب تو شیخ صاحب کی تقریر سے معلوم ہو گیا - کہ مرزا صاحب کا دعوے مبنی ہے - وفات مسیح پر اور اس کا صاف مطلب یہ ہے - کہ وفات مسیح ان کے نزدیک بطور ایک دلیل کے ہے ہر چند کہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو مرزا صاحب بوقت تصنیف براہین احمدیہ جبکہ وہ مسیح مہدی ہونے کے دعوے کر چکے تھے حضرت مسیح کا زندہ آسمان پر موجود ہونا اور ان کا واپس آنا تسلیم نہ کرتے اگر وفات مسیح میں کسی دوسرے مسیح کے آنے کا پتہ چلتا ہو تو نیچری جو وفات مسیح کے قائل ہیں - یا معتزلی بھی بلا چون و چرا مرزا صاحب کو مسیح مان لیتے - حالانکہ ایسا نہیں - اس لئے وفات مسیح کا مسئلہ دلیل کا حکم رکھتا ہے - اور بہر حال دعوے وہی رہا جس کی تحقیق کے لئے میں نے اشارہ کیا تھا - شیخ صاحب کو اختیار ہے کہ دعوے کی دلیل میں صرف مسئلہ وفات مسیح پیش کریں - یا اور کچھ دلائل اور میرا اختیار ہے - کہ علاوہ اثبات حیات مسیح کے مرزا صاحب کے اس دعوے کو اور دلائل سے غلط ثابت کروں - شیخ صاحب نے فرمایا ہے - کہ معجزہ دلیل نبوت نہیں - لیکن یہ مرزا صاحب کے قول کے خلاف ہے کیونکہ وہ ہمیشہ نشانہائے آسمانی کا ذکر سنایا کرتے ہیں جو اللہ کی [illegible] نشانوں کو اصطلاح شرع میں خوارق یا معجزات کہا جاتا ہے علاوہ ازاں میں نے کب معجزہ طلب کیا تھا - میں تو دعوے کی دلیل مانگتا ہوں - اور اس کی تردید کرنی چاہتا ہوں - عام اس سے کہ دلیل مسئلہ وفات مسیح ہے - یا اور کچھ بہر حال مسئلہ وفات مسیح ایک دلیل کا حکم رکھتا ہے - اور بلا تعیین دعوے دلیل پر بحث کرنا خلاف اصول مناظرہ ہے - فقط

**شیخ صاحب** :- اگر مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں حیات مسیح کا تذکرہ کیا ہے - جیسا کہ عام مسلمانوں کا اعتقاد ہے - اور اب اس کی وفات بتلاتے ہیں - تو اس سے ان کی صاف باطنی کے لئے کھلی کھلی دلیل ہے - کہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور من اللہ نہیں مقرر ہوئے تھے - تو ان کا وہی اعتقاد تھا - جس کا براہین احمدیہ میں ذکر ہے - لیکن جب خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ مامور من اللہ مقرر ہوئے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اشتہار مندرجہ براہین احمدیہ کی نسبت ان کو کہا گیا کہ عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں - اور تو مثل عیسیٰ ہے - جس کا وعدہ ہے - تو پھر انہوں نے وہی مسئلہ اختیار کیا - جس کی بابت انہوں نے خدا کا ایما پایا - اس سے تو ان کی بھی صاف باطنی معلوم ہوتی ہے - فرقہ نیچریہ یا معتزلہ کی عدم شناخت مامور من اللہ کی تکذیب نہیں کر سکتی - ہر ایک شخص کو کسی مامور من اللہ کے دعوے کو تسلیم یا انکار کرنے کا اختیار ہے اور ان دونوں فرقوں کا تذکرہ کرنا تکلیف مالا یطاق ہے - دیکھو جب تک شراب کے لئے قرآن شریف میں صریح ممانعت کا حکم نازل نہ ہوا - اس کا استعمال جاری رہا - کیا نعوذ باللہ اس پر کوئی حرف گیری کر سکتا ہے - یا جب تک نکاح کے [illegible] نہیں پہنچے متعہ کی رسم جاری رہی یا جب تک سود کی ممانعت کا صریح حکم نہ ہوا اس کا استعمال ہوتا رہا - قاعدہ کی بات ہے - کہ جب تک مامور من اللہ کو کسی امر کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے صراحت نہ کرائی جاوے - وہ برابر رسم و رواج خواہ وہ غلط اصولوں پر ہی مبنی ہو - یا بطور تقلید کے رواج پا گیا ہو - چھوڑنے یا ترک کرنے کا حکم نہیں دیتا - وما ینطق عن الھوی الآخرہ
صاف ظاہر ہے - کہ اگر فریقین مناظرہ اول مسیح ناصری کی وفات

ahmadimuslim.de

کو نہیں تھا۔ تو پھر مرزا صاحب کے دعوے کے متعلق بحث کرنا تحصیل[1]
لاحاصل ہوگی۔ اگر مسیح ناصری نے دوبارہ آنا ہے۔ تو پھر بحث کا اختتام
ہے۔ کیا بحث کرتے ہوئے اول قدم پر ہی یہ سوال پیدا نہ ہوگا۔ کہ مسیح
ناصری نے آنا ہے۔ یہ صرف بحث سے ایک گریز کا طریق ہے۔ ورنہ
مسیح کی آمد ثانی کو حل کرنے کے لئے اول مسیح ناصری کی حیات و وفات
کا فیصلہ کر لینا نہایت ضروری پڑا ہوا ہے۔ اور معجزات دلیل نبوت نہیں
ہوتے اس سے یہ مراد تو نہیں ہے۔ جو انبیا معجزات نہیں دکھلاتے
دکھلا سکتے ہیں۔ اور ضرور دکھلاتے ہیں۔ مگر کسی نبی کی شناخت کے
لئے یہ ضروری معیار نہیں ہے کہ وہ ضرور ہی معجزہ دکھلا دے
پس بجائے اس کے کہ ہم بیہودہ عبارتوں کو لمبا کرتے جاویں۔ اور
حاضرین کا اوقات عزیز ضائع کریں۔ میں دریافت کرنا چاہتا ہوں
کہ میرے فریق ثانی کو مسیح ناصری کی حیات و وفات پر بحث کرنا منظور
ہے یا نہیں؟

**خاکسار**

بڑا تعجب ہے۔ کہ باوجود میرے ان الفاظ کے
کہ علاوہ اثبات حیات مسیح کے میں دو دلائل سے بھی تردید کروں گا
بحث سے گریز کا فتویٰ ہونے لگا اپنا کل القول بما لا یرضی به قائلہ کا خیال
نہ رکھا گیا۔ زیادہ تعجب ہے۔ کہ اپنے پہلے بیان کو ناظرین کی نگاہ میں شیخ صاحب
اپنے بیان میں فرما چکے تھے کہ مرزا صاحب کا دعوے مبنی بر وفات مسیح پر ہے۔ اگر
شیخ صاحب نے یہ صحیح فرمایا تھا۔ تو وفات مسیح کو بطور دلیل کے
تسلیم کرنے میں کونسی وجہ مانع ہے۔ میں نے یہ نہیں دریافت
کیا تھا۔ کہ مرزا صاحب کا مافی الضمیر بوقت تصنیف براہین احمدیہ کیا تھا مافی الضمیر کے بتلانے کا وعدہ
بلکہ میری مراد صرف یہ ہے کہ بوقت تصنیف براہین احمدیہ اپنے آپ کو
مسیح موعود مہدی معہود اور ملہم من اللہ ظاہر کر چکے تھے۔ ان کے
اشتہارات موجود ہیں جن میں انہوں نے اقرار کیا ہے۔ کہ

براہین احمدیہ بذریعہ الہام لکھی گئی۔ اس لئے یہ کہنا کہ مرزا صاحب
اس وقت مامور من اللہ نہیں تھے۔ یا وفات مسیح کے متعلق انکو
الہام نہیں ہوا تھا۔ صداقت مرزا صاحب کی تصدیق نہیں کرتے کسی
الہامی کتاب میں کسی واقعہ کا خلاف اصل لکھا جانا خود اس امر کی دلیل ہے
کہ وہ الہامی نہیں لیکن شیخ صاحب کو مناسب تھا۔ کہ مرزا صاحب کی بعد کی
تحریرات پر بھی خیال رکھیں مرزا صاحب نے یہ عذر پیش نہیں کیا۔ جو شیخ
صاحب پیش کر رہے ہیں۔ بلکہ انہوں نے عدم فہم الہام کا اعتراف کیا ہے
اور اپنی غلطی کا اقرار۔ اس لئے شیخ صاحب کا یہ فرمانا کہ اس وقت
مرزا صاحب نے بلا ایماء الٰہی حیات مسیح کو تسلیم کیا۔ نہ صرف غلط ہے بلکہ
مدعی سست گواہ چست کا مصداق ہے۔ مرزا صاحب ہمیشہ الہام کا
دعوے کرتے رہے مگر مسیح کے متعلق ان کو بہت ہی الہام غیر صحیح
ہوتے گئے۔ نہ صرف انہوں نے حیات مسیح کو اپنی الہامی کتاب میں
تسلیم کر کے وفات کا الہام سنایا بلکہ ان کی وفات کے متعلق بھی انکو
الہام مختلف ہیں۔ پہلے تھا۔ ... میں تو انہوں نے مسیح کو سولی پر مارا
تھا۔ اور بیت المقدس میں انکو دفن کیا تھا۔ چنانچہ شہادت القرآن خط بھی
شائع کئے گئے انکو بعض الہاموں سے مسیح کو گلیل دفن کیا۔ اور آخری
الہام جو آجکل مروج ہے ظاہر کرتا ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام کشمیر میں
دفن ہوئے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ باوجود ان سخت اختلافی
کے ان الہاموں کو معیار صداقت ٹھہرایا جاوے۔ یا اب بھی شیخ صاحب
کو اختیار ہے کہ مرزا صاحب کے مدعی مامور من اللہ کی دلیل میں انکے پہلے
بیان کے مطابق وفات مسیح کو بطور دلیل پیش کریں۔ بالآخر میں یہ عرض کرنا
ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جس صورت میں شیخ صاحب اوامر و نواہی
اور قصص کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ اور قصص ماضیہ کو مثل حکم شراب سود
وغیرہ کے سمجھتے ہیں۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ قرآن مجید کے احکام پر
کس طرح حاوی ہو سکیں گے۔ ایک آدمی کی نسبت بیان کیا جاوے۔ کہ وہ
فلاں سنہ میں زندہ تھا۔ اور پھر کہا جاوے۔ کہ وہ اسی سنہ میں مرگیا ہوا تھا
کیا احکام کا بھی یہ رنگ ہو سکتا ہے۔ خیر یہ تو شیخ صاحب کی خوش فہمی کی دلیل ہے
حاضرین خود اسکا اندازہ لگا لینگے۔ مجھے شیخ صاحب کے پہلے ہی بیان
کے مطابق منظور ہے۔ کہ مرزا صاحب کے دعوے مامور من اللہ کی

[1] تحصیل لاحاصل شیخ صاحب کی قابلیت کا نمونہ ہے۔ بایں خیال کہ
کہیں کاتب کی غلطی نہ نکلے۔ میں نے منشی غلام محمد صاحب افسر امرتسری
ولد میاں جان محمد مرزائی کو جو اس مجلس میں موجود تھے شاہد رکھا ہوا ہے۔
نیز مقابلہ بھی ہو چکا ہے۔ اور ان کے کاتب نے بھی جو سنا لکھدیا۔ خاکسار

ahmadimuslim.de

دلیل میں وفات مسیح کے مسئلہ کو پیش کریں۔ مجھو اختیار ہوگا۔ کہ
اثبات حیات مسیح کے ساتھ ہی بین اور قطعی دلائل سے ثابت کرونگا
کہ مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے نہیں:۔

شیخ صاحب مینو پہلے اپنے بیان سے کنارہ کشی نہیں کی
میں پہلے یہ عرض کر چکا ہوں ۔...... کہ اس بحث کو اگر عمارت فرض
کیا جاوے۔ تو وفات مسیح اس کا بنیادی پتھر ہے۔ اور براہین احمدیہ
کو اگر فریق ثانی ...... اس لحاظ سے الہامی کہا ہے۔ کہ اس میں بعض الہام
درج ہیں۔ تو درست ہے۔ مگر وہ کل کتاب الہامی نہیں ہے۔ اس لئے
سوال فریق ثانی میں اشتہار کا ذکر ہے۔ اس سے پبلک کو مغالطہ
دینا مراد ہے۔ اور نہ میں نے یہ کہا کہ مرزا صاحب اس وقت ملہم
نہیں تھے۔ انبیاء یا مامور من اللہ ہوسکتا ہے۔ کہ قبل دعوے
نبوت یا مامور من اللہ ہونے کے ملہم ہوں۔ میرے کہنے کا صرف
یہ مطلب تھا۔ کہ بوقت تحریر براہین احمدیہ مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ
کی طرف سے صراحت نہیں کرائی گئی تھی۔ اسی براہین احمدیہ میں
خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کا مسیح بھی نام رکھا۔ مگر چونکہ ہر ایک
کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے انکو نہ بتلایا
کہ اس نام کا تو ہی مصداق ہے۔ اور حیات مسیح کی نسبت جو براہین
میں درج ہے۔ وہ انکی اپنی اجتہادی رہی ہے۔ یہ صرف
ایک نمایاں امر کو مد نظر لاکر کہا ہے کہ تصنیف اور الہامی کتاب کے
الفاظ استعمال کرکے جیسا کہ فریق ثانی نے استعمال کئے ہیں۔
وہ دونوں الفاظ کو ایک معنے کرکے دکھلایا ہے۔ کل کتاب براہین الہامی
نہیں ہے۔ وہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک اجتہادی اور دوسرا
الہامی۔ الہامی حصے میں خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کا نام
مسیح رکھدیا ہے۔ گو انکو اس وقت نہیں بتلایا گیا۔ کہ تو ہی اسکا
مصداق ہے پس اس میں واقع کا اختلاف نہیں ہے۔ اور
اسی لئے فریق ثانی نے جو تفصیل بیان کی ہے۔ اس واقع پر چسپاں
نہیں ہوسکتی ہے۔ اور یہ کہنا کہ مرزا صاحب کے الہام غیر صحیح
ہوتے گئے۔ یہ اس وقت فریق ثانی کو کہنے کا حق پہنچتا تھا۔
جب بحث الہام کی شروع ہوتی اور اسی لئے جو تضاد یا تین نسبت

مسیح کے سولی پر مارے یا کشمیر میں دفن کئے جانے کے فریق ثانی
نے بیان کئے ہیں۔ یہ قبل از وقت ہیں۔ اور علاوہ اس کے
بے محل ہیں۔ مثال سے کر سمجھانے سے جو قصص اور اوامر کو
فریق ثانی نے ایک رنگ میں سمجھا ہے۔ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ تجاہل
عارفانہ کیوں کیا جاتا ہے۔ ایسا سے غرض صرف سمجھانے کی تھی۔
کسی شخص کی نسبت اس کے معلومات کا پہلے ہی غلط خیال دل میں قائم کریں
جیسا کہ میرے قرآن فہمی کی نسبت کیا گیا ہے۔ بعید از انصاف ہے۔ بار بار
[illegible] وفات و حیات مسیح کے [illegible]
یہ سمجھنا اور اس کے ساتھ ہی دیگر دلائل کا در بارہ اثبات دعوے مرزا صاحب
لانے کی حجت کرنا عجب ہے۔ کہ اول بڑی بھاری دلیل جو اس تمام عمارت کے
بنیادی پتھر کی طرح ہے فیصلہ پا جاوے۔ صرف تضییع اوقات ہے
ان فریق ثانی حیات و وفات مسیح کے فیصلہ کے بعد دوسرے دلائل
کی طرف جا سکتا ہے۔ نہ کہ ایک بات کو معلق چھوڑ کر دوسری باتوں کو
درمیان میں لایا جاوے۔ اگر فریق ثانی کی واقعی نیت صاف ہے ....
کیوں اول حیات وفات کی نسبت فیصلہ نہ کیا جاوے۔

خاکسار:۔ شیخ صاحب انصاف کریں۔ کہ تصفیہ دعویٰ کا
ہوا کرتا ہے۔ یا دلیل کا۔ فن مناظرہ کے بانیوں اور اسکو مطابق مناظرہ
کرنے والوں کا ہمیشہ سے یہ اصول رہا ہے۔ کہ ایک فریق اپنا دعوے معین کرتا ہے
اور اس دعوے کے اثبات کے لئے دلائل سناتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوا۔
کہ دعوے کا تو نام ہی نہ ہو۔ اور دلائل کا تذکرہ کیا جاوے۔ جب دعویٰ
ہی نہیں تو دلائل سے کیا نتیجہ نکلیگا سخت افسوس ہے۔ کہ باوجود اس اقرار
کے کہ دعویٰ مامور من اللہ مبنی ہے۔ وفات مسیح پر (دیکھو شیخ صاحب کا
پہلا پرچہ) دعوے اور دلیل کو بہ پابندی قواعد مناظرہ کیوں بیان نہیں
کیا جاتا ہیں۔ بار بار شیخ صاحب کو اختیار دیتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب کے دعوی
کی دلیل میں وہ اسی مسئلہ کو پیش کریں۔ جس کو وہ اس عمارت کا بنیادی
پتھر سمجھتے ہیں۔ مگر تعجب ہے۔ کہ پھر بھی یہی کہا جاتا ہے۔ کہ فریق ثانی
تصفیہ مباحثہ وفات و حیات میں منکر ہے۔ حاشا وکلا اس میں شک
نہیں۔ کہ شیخ صاحب اپنے پہلے بیان سے عذر و کنارہ کش ہیں۔ کیونکہ
یہ ان کے دو الفاظ کہ مرزا صاحب کا دعوے مبنی ہے مسئلہ وفات

مسیح پر خود ہی اس امر کا ناطق فیصلہ ہے کہ مسئلہ وفات و حیات مسیح بمنزلہ دلیل کے ہے اور جب اگر شیخ صاحب نے اس مسئلہ کو دلیل قرار دیا ہے بطور دلیل کے سنا منظور کیا پھر میں نہیں سمجھتا۔ کہ خواہ مخواہ کیوں پیچیدگیاں پیدا کی جاتی ہیں:-

شیخ صاحب کا یہ فرمانا کہ واقع کا اظہار معلومات کی بنا پر ہے۔ اور مرزا صاحب کا اقرار حیات مسیح اجتہادی رائے ہے۔ اور اس کے بعد الہامات بایماء الٰہی ہیں۔ البتہ غور طلب ہیں۔ کیا مرزا صاحب نے خدا کے پاک کلام قرآن شریف کی آیت ہو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ کی تفسیر میں مسیح کا دوبارہ آنا اور کافروں پر غلبہ پانا جب لکھا تو کیا خدائے غیور کی غیرت کا یہ تقاضا نہ ہوا۔ کہ ایک ایسے شخص کو جو اس کے کلام پر الہام ظاہر کرتا ہے۔ ایک صریح اور فاش غلطی سے بچا دے۔ غلطی بھی کسی دنیاوی معاملہ میں نہیں تھی۔ کسی انسانی کلام کے مطلب بیان میں نہیں تھی۔ بلکہ اس پاک کلام کی تفسیر کے متعلق تھی۔ جو دنیا میں بطور معجزہ کے قیامت تک موجود رہے گی۔ ہرچند کہ مرزا صاحب خود تو الہام کے سمجھنے کا عذر کرتے ہیں لیکن مان لیا جاوے ... کہ شیخ صاحب کا یہ فرمانا صحیح ہے۔ کہ اقرار حیات مسیح کو الہام سے کچھ تعلق نہیں۔ تو بھی سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب شیخ صاحب کتاب براہین کے بعض حصے کو الہامی مانتے ہیں۔ تو ضروری تھا۔ کہ خدا ملہم کے اقوال کا خیال رکھے۔ جیسا کہ خود شیخ صاحب بھی اپنے ایک بیان میں وما ینطق عن الہویٰ سے تعبیر کر چکے ہیں۔ شیخ صاحب کو معلوم ہوگا۔ کہ مرزا صاحب نے اپنے حق میں ایک الہام لکھا ہوا ہے۔ کہ انا کفینٰک المستہزئین مگر افسوس کہ اس الہام کی صریح مخالفت مستہزئین تو مستہزئین اور متناقض الہاموں پر ہنسی اڑاتے ہی اڑاتے مگر وہ لوگ جو سلیم الطبع ہیں وہ بھی استہزا سے رک نہیں سکتے۔ کیا رسول اللہ کے وقت مبارک کا نابینا کا تذکرہ آپ کو معلوم ہوگا۔ مامور من اللہ اگر تقاضائے بشریت کسی امر میں رائے صائب نہ رکھتا ہو۔ تو فوراً وحی الٰہی کے ذریعہ سے اس کی تفہیم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ خدا کی پاک کلام میں سے اس بیان کی تائید ہوتی ہے۔ عبس وتولیٰ ان جاءہ الاعمیٰ الٰی آخرہ۔ اب غور کا مقام ہے۔ کہ جس مسئلہ کو پیروان مرزا صاحب مرزا صاحب کی عمارتی دعوے کا بنیادی پتھر قرار دیں اور جس کو اسی دلیل پر مبنی ٹھہراویں۔ اور اس دلیل کو دعوے سے بھی بڑھ کر قرار دیں۔ اسی کے اظہار میں ملہم صریح اور مبین غلطی کرتا ہے اور اس پر طرفہ یہ کہ الہام کا سلسلہ جاری ہو پھر بھی دس برس یا اس سے زیادہ زمانے تک اس کی اصلاح نہ ہو۔ شیخ صاحب کا اختیار ہے۔ کہ میرے ان دلائل کو قبل از وقت قرار دیں۔ یا غیر محل بنا دیں۔ لیکن اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ یہ مسئلہ ہرگز دلیل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قاعدہ ہے۔ کہ دلیل دعوے کے قائم ہوتے ہی پیدا ہوتی ہے۔ مگر جس دعوے کے وقت اس دلیل کا نام و نشان بھی نہ ہو۔ بلکہ اس دلیل کی تردید کی جا رہی ہو اور اس سے ایک طویل مدت تک یعنی ایام الصلح کی تصنیف تک یا ازالہ کی تصنیف تک برابر الٹ پلٹ رہا ہو۔ اور کسی ضرورت یا مصلحت کے لئے اس مسئلہ کا پہلو بدل گیا ہو۔ اس کو دعوے کی دلیل قرار دینا نہ صرف غلطی ہے۔ اور نہ صرف فن مناظرہ سے مخالفت اور نہ صرف تحقیق حق سے انحراف ہے بلکہ انصاف کا خون کرنا ہے۔ ہاں اگر یہ کہا جاوے۔ تو اس امر کی مبین دلیل ہے کہ مرزا صاحب کے دعوے کی تائید کسی دلیل سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس دعوے کے دلائل کا وہی حال ہے۔ کہ مسکین ملاح در چین است و کشتی در فرنگ باوجود ان زبردست دلائل کے میں نے اختیار دیا تھا۔ کہ وہ بعد تشریق دعوے کی دلیل اس مسئلہ کو قرار دیں۔ مگر بعد از علم کیوں دلیل نہیں قائم کی جاتی اور پھر کیوں بار بار کہا جاتا ہے۔ کہ زبردست دلیل ہے۔

تصنیف اور الہامی کتاب کی نسبت شیخ صاحب نے کچھ الفاظ لکھوائے ہیں۔ جو صریح تو نہیں۔ مگر میں نے ان کا ماحصل یہ سمجھا ہے۔ کہ میری نسبت کہا گیا ہے۔ کہ میں الہامی کتاب اور تصنیف کو ہم رنگ قرار دیتا ہوں۔ اگر شیخ صاحب کی یہی مراد ہے۔ تو میں عرض کرتا ہوں۔ کہ تصنیف ایک جنس ہے۔ جو شامل ہے۔ اپنے افراد پر الہامی کتاب تصنیف کا ایک فرد ہے۔ قاعدہ ہے کہ ہر ایک کتاب

ahmadimuslim.de

دعوے نہیں کرتی بلکہ نسلاً بعد نسلاً افغان یہی دعوے پیش کرتے رہے ہیں ۔ انکے نسب نامے انکے دعوے کی تائید کرتے ہیں ۔ پس انکا یہ دعوے بے بنیاد نہیں ہوسکتا ۔ اگر یہ بنی اسرائیل نہیں ہیں ۔ تو کیا وجہ ہے کہ یہ قوم قدیم سے بالاتفاق بنی اسرائیل ہونے کا دعوے کرتی چلی آتی ہے ۔ پھر جب ہم دیکھتے ہیں ۔ کہ روئے زمین پر کوئی اور ایسی قوم نہیں ہے ۔ جو گم شدہ اسرائیلی قبیلوں کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتی ہو تو یہ امر افغانوں کے دعوے کو اور بھی تقویت پہونچاتا ہے ۔ اگر ہم افغانوں کے دعوے کو رد کردیں ۔ تو ہمیں کوئی اور قوم بتلانی چاہیئے ۔ جو کہ گم شدہ اسرائیلوں کی نسل میں ہونے کا دعوے کرتی ہو ۔ اسرائیلی تو بیا فارس میں قید ہوکر آئی تھیں ۔ اور افغانستان فارس کی سرحد پر واقع ہے ۔ یہ بہت قرین قیاس ہے ۔ کہ وہ مشرق کی طرف بڑھ گئی ہوں گی اور افغانستان اور کشمیر میں آباد ہوگئی ہوں ؛۔

بائیبل سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ شاہان فارس ان سے بہت بدسلوکی کرتے تھے ۔ ضرور وہ ان کے ظلم سے بچنے کے واسطے مشرقی بلاد میں آکر آباد ہوگئیں ۔ ان کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی تھی پس انکو اسلئے ضرور تھا ۔ کہ وہ اپنے رہنے کے لئے اور گھر تلاش کریں ؛۔

(۲) ظاہری خط و خال کی شہادت :۔ ایک طرف تو افغان اپنی زبان سے بنی اسرائیل ہونیکا دعوے کرتے ہیں ۔ دوسری طرف ان کے خط و خال بزبان حال بیان کررہے ہیں ۔ کہ ہم بنی اسرائیل ہیں ۔ اور کشمیریوں کے خط و خال افغانوں کی نسبت اور بھی زیادہ یہودیوں سے ملتے جلتے ہیں ۔ ان کے پڑوس میں چینی اور ہندو ہیں ۔ مگر ان کے خط و خال افغانوں اور یہودیوں سے نہیں ملتے ۔ ایک یہودی ایک پٹھان اور کشمیری کو ایک صف میں کھڑا کرو ۔ تو تم ضرور بول اٹھوگے ۔ کہ یہ اپنی ظاہری شکل و شباہت میں بالکل مشابہ ہیں ؛۔

(۳) لباس کی شہادت :۔ افغانوں اور کشمیریوں کا لباس بھی اس نتیجہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے ۔ کہ یہ قومیں بنی اسرائیل ہیں ۔ یہ برخلاف ہندوؤں اور چینیوں کے لمبے اور کھلے چغے پہنتے ہیں ۔ جس کا رواج بنی اسرائیل میں تھا ۔ جیسا کہ اناجیل سے

بھی ظاہر ہوتا ہے ؛۔

(۴) رسم و رواج کی شہادت :۔ ان کی بہت سی رسومات یہودیوں کی رسومات سے مشابہ ہیں ۔ مثلاً افغان منگنی اور شادی میں کوئی فرق نہیں کرتے اور شادی سے پہلے اکثر لڑکا اور لڑکی میں بے تکلفی رہتی ہے ۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے ۔ کہ شادی سے پہلے عورتیں حاملہ بھی ہوجاتی ہیں ؛۔

(۵) اخلاق و اطوار کی شہادت :۔ یہودیوں کی طرح افغان بھی زود رنج خودغرض سرکش ۔ کند ذہن ۔ جاہل تند مزاج ۔ خونخوار ۔ سخت دل ۔ کج رو وغیرہ وغیرہ ہوتے ہیں ؛۔

(۶) اسماء کی شہادت :۔ افغان صرف بنی اسرائیل ہونے کا دعوے ہی نہیں کرتے بلکہ ان کے قبائل ان کے پہاڑوں اور ان کے دریاؤں کے نام بھی ۔ بزرگان اسرائیل کے نام سے رکھے گئے ہیں مثلاً موسیٰ خیل ۔ تخت سلیمان ۔ کوہ مری ۔ کوہ سلیمان ۔ زئی ۔ داؤدزئی ۔ یوسف زئی ۔ درہ خیبر وغیرہ وغیرہ علاوہ ازیں ابتک افغانوں اور کشمیریوں میں اسرائیلی ناموں کا بہت رواج پایا جاتا ہے ؛۔

(۷) شہروں کے ناموں کی شہادت :۔ گو یہ شہادت نمبر ۶ کے نیچے آسکتی ہے ۔ مگر چونکہ یہ نہایت ضروری ہے ۔ اور نیز نرالے طرز کی ہے ۔ اس لئے میں نے اسکو ایک نئے عنوان کے نیچے رکھا ہے ۔ افغانستان اور کشمیر میں بہت سے ایسے شہر ہیں ۔ جنکے نام شام کے قدیمی شہروں کے ناموں پر رکھے گئے ہیں ۔ جب ایک ملک کے لوگ کسی دوسرے ملک میں جاکر آباد ہوتے ہیں ۔ تو وہ اپنے نئے قرارگاہ میں ایک مصنوعی وطن بنالیتے ہیں ۔ اپنے وطن کے خیال کو اپنے دماغ میں تازہ رکھنے کے واسطے وہ اپنے نئے شہروں اور دیہات کے نام اپنے اوطان مالوفہ کے ناموں پر رکھتے ہیں ۔ جن میں کہ وہ پہلے آباد تھے اور جنکی یاد کو وہ اپنے صفحۂ سینہ سے محو کرنا نہیں چاہتے ان کے نئے ملک کے مقامات کے نام بتلاتے ہیں کہ وہ کس مقامات سے نکل آئے ۔ اس کی ایک عمدہ مثال امریکہ کی آبادیوں میں ملتی ہے ۔ جہاں اہل فرنگستان جاکر آباد ہوئے ہیں

ahmadimuslim.de

یہ لوگ اپنے عزیز شہروں کے نام بھی اپنے ساتھ لیگئے اور جہاں پہنچے گئے انکو وہی نام رکھدیا جو ان کے قدیمی گھروں کے نام تھے۔ اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حب الوطنی ایک ایسی چیز ہے کہ جہاں کہیں آدمی جاتے اپنے ملک کے نام بھی وہیں ساتھ لیجاتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دس بنی اسرائیلی قوموں نے بھی اسی حب الوطنی کا ثبوت دیا ہے افغانستان اور کشمیر میں بہت سے شہر اور ضلع ایسے ہیں جنکے نام ملک شام کے قدیمی شہروں کے ناموں سے ملتے ہیں۔ میں نیچے ایسے ناموں کی ایک فہرست دیتا ہوں۔ اور امید ہے کہ اگر اس امر کی طرف توجہ کی جاوے۔ تو اور بھی ایسے بہت سے نام نکل آوینگے :-

| کشمیر و افغانستان کے مقامات | کہاں واقع ہیں: عرض البلد شمال | طول البلد مشرق | قدیمی نام | قدیمی شام کنعان وغیرہ میں کہاں واقع ہیں: عرض البلد شمال | طول البلد مشرق | بائبل میں کہاں ذکر ہے۔ |
|---|---|---|---|---|---|---|
| کابل | ۳۴٫۲۹ | ۶۹٫۲۵ | کابل | ۳۳٫۵۱ | ۳۵٫۱۲ | سلاطین اول ۹ باب ۱۳ میں |
| پانپچھ | ۳۴٫۵۲ | ۷۴٫۱۳ | تو شنا | ۳۲٫۳۰ | ۳۵٫۲۵ | |
| دیدا | سرحد پر لداخ کے نزدیک | | ریشہ انوک | ۳۳٫۲۲ | ۳۵٫۲۲ | آستر ۲۰ [illegible] |
| حسس | | | حسس | ۳۴٫۰۱ | ۳۵٫۱۳ | |
| | | | حمت | ۳۴٫۲۶ | ۳۵٫۳۵ | |
| | | | حسس | ۳۴٫۵۰ | ۳۶٫۳۹ | |
| گلگت | ۳۶٫۰ | ۷۴٫۱۲ | گلگوتھا | ۳۱٫۴۷ | ۳۵٫۱۶ | متی ۲۷ باب ۳۳ |
| | | | گلگال | ۳۲٫۲۹ | ۳۴٫۵۹ | یشوعا ۵ باب ۹ و ۱۰ وغیرہ |
| | | | گلگال | ۳۲٫۵۰ | ۳۵٫۳۰ | قاضیوں ۳ باب ۱۹ اور دوسری جگہ |
| تبت | ۳۲٫۰ | ۸۹٫۵ | تبتھ | | | ۸ باب ۸ تواریخ |
| لاسہ | ۲۹٫۴۰ | ۹۱٫۲ | لاشا یش | ۳۳٫۱۷ | ۳۵٫۳۰ | پیدائش ۱۰ باب ۱۹ وغیرہ |
| لداخ | ۳۴٫۰ | ۷۷٫۳۰ | لادسح | | | ۲ تواریخ ۳۱ باب |
| بلیح | ۳۴٫۱۲ | ۷۶٫۳۹ | یہی ایک شہر ہے | | | قاضیوں ۱۹ باب ۱۴ و ۱۵ |
| سورو | | | شور | ۳۰٫۵۵ | ۳۳٫۵ | ۱۶ باب ۷ وغیرہ |
| سکیت | ۳۴٫۳۰ | | سکوتھ حال سکوت | ۳۲٫۱۵ | ۳۵٫۳۶ | پیدائش ۳۳ باب ۱۷ اور اور دوسری جگہ پر |

(۸) اناجیلی شہادت :- اس بات کی اناجیل بھی تائید کرتی ہیں۔ کہ افغان کشمیری گمشدہ اسرائیلی قبیلوں کی اولاد ہیں۔ کیونکہ اناجیل میں لکھا ہے۔ کہ جب حضرت مسیح پیدا ہوئے تو مشرق سے چند حکماء ایک ستارہ کی رہنمائی سے ملک شام کو حضرت مسیح کی زیارت کو آئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرق میں ایسے لوگ موجود تھے جنکو حضرت مسیح کے آنیکا انتظار تھا۔ اور انہوں نے انکے ظہور کے لئے بعض نشان بھی مقرر کر رکھے تھے۔ سوائے بنی اسرائیل کے کسی قوم کو مسیح کے آنیکا وعدہ نہیں دیا گیا تھا اس سے ثابت ہوا کہ حکماء بھی بنی اسرائیل میں سے تھے۔ جو ایک ستارہ دیکھکر ملک شام کو مسیح کی زیارت کے لئے گئے۔ جب انہوں نے ستارے کو دیکھا۔ تو انہوں نے نتیجہ نکالا کہ وہ مسیح جسکو ظہور کا یہ ستارہ نشان ہے ملک شام میں پیدا ہو گیا ہے۔ چونکہ بنی اسرائیل کا اصل وطن ہے۔ اس لئے وہ لمبا فاصلہ طے کرکے مسیح کی زیارت کو آئے۔

(۹) مشہور محققین کی شہادت :- میں اخیر میں چند محققین کی رائے درج کرتا ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ افغان اور کشمیری بنی اسرائیل ہیں۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۲۳ نومبر ۱۸۹۸ء میں ایک مضمون سواتیوں اور آفریدیوں کی بابت شائع ہوا تھا جسکا اڈیٹر نے نہایت ہی قیمتی اور دلچسپ مضمون بیان کیا ہے۔ اس مضمون کا لکھنے والا اشارہ کرتا ہے کہ بہادر لوگ اسطرح پر لکھتا ہے کہ افغان اپنے آپ کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔ اگر اس قوم کا بنی اسرائیل کے ساتھ قدیمی تعلق نہ مانا جاوے تو پھر یہ بیان کرنا مشکل ہوگا۔ کہ ان میں عام طور پر بنی اسرائیلی نام رائج ہیں۔ ان کا قول کسی سچی بنیاد پر قائم نہیں ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ انمیں بعض یہودیوں کی رسومات پائی جاتی ہیں۔ مثلاً عید فسح کا منانا وغیرہ افغانوں میں جو نہایت ہی تعلیم یافتہ ہیں۔ وہ اپنا بنی اسرائیل ہونا بڑے اصرار سے بیان کرتے ہیں۔ میرے نزدیک افغانوں کا مسئلہ صحیح طور پر اسطرح حل ہوتا ہے۔ اگر یہ مانا جاوے کہ یہ بنی اسرائیل ہیں۔ جو قدیمی راہ سے تو نہیں نکل گئے "

ایچ ڈبلیو بلیو۔ سی ایس آئی اپنی تصنیف اقوام افغانستان کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں " ان لوگوں کی روایت ہے۔ کہ ہمارا اصل وطن

ملک شام ہے۔ جہاں سے بخت نصر انہیں قید کر کے لے آیا۔ اور فارس اور آسیریہ کے مختلف حصوں میں آباد کیا۔ ان مقاموں سے انہوں نے مشرق کی طرف نقل مکان کیا۔ اور غور کے پہاڑی علاقوں میں آباد ہو گئے۔ انکی تائید میں بنی اسرائیل کی بھی شہادت ہے۔ جو کہتا ہے کہ اسرائیل کی دس قوموں نے آرزرت کو ایک ملک میں پناہ لی۔ یہ خیال کیا گیا ہے۔ کہ آرزرت وہ علاقہ ہے۔ جسکو آجکل ہزارہ کہتے ہیں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ساہی خاندان کے زمانہ میں افغانستان میں ایک قوم رہتی تھی۔ جنکو بنی اسرائیل کہتے تھے۔ اور ان میں بعض ارگرد کے ممالک کیساتھ تجارت بھی کیا کرتے تھے ''

کرنیل جی بی فیلسن سی ایس آئی۔ اپنی کتاب تاریخ افغانستان میں اسطرح لکھتا ہے۔ عبداللہ خان اور دوسرے افغان مصنفوں کی پیروی کر کے فیرط صاحب کی یہ رائے ہے۔ کہ افغان دس گم شدہ اسرائیلی فرقوں کی اولاد ہیں۔ اور بھی کئی محققین اس رائے کیساتھ اتفاق رکھتے ہیں۔ چنانچہ سر ولیم جونز جیسا عظیم الشان آدمی بھی یہی عقیدہ رکھتا ہے :۔

اے کے جونسٹن افغانوں کی مندرجہ ذیل روایت بیان کرتا ہے۔ '' جب نادر شاہ پشاور میں پہونچا یوسف زئی قوم کے سرداروں نے ایک بائبل اس کے آگے پیش کی جو کہ عبرانی میں لکھی ہوئی تھی۔ اور کئی اور چیزیں بھی پیش کیں جو کہ وہ اپنی قدیمی عبادت میں استعمال کیا کرتے تھے۔ جنکو انہوں نے حفاظت سے رکھا ہوا تھا۔ جو یہودی لشکر کیساتھ تھے انہوں نے ان چیزوں کو فوراً پہچان لیا '' آئی بلفور ایل آر مصنف انسکلوپیڈیا آف انڈیا لکھتا ہے یہ افغانوں کی شکل یہودیوں سے ملتی ہے ایک رسم میں افغان یہودیوں کی پیروی کرتے ہیں۔ کہ چھوٹا بھائی بڑے بھائی کی بیوہ کا شادی کر لیتا ہے۔ ڈاکٹر میس بعض رسومات کا ذکر کرتا ہے جو یہودیوں کی رسومات سے ملتی ہیں۔ جو کہ درہ خیبر کے لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان کے بال مشرقی یہودیوں کی طرح ہوتے ہیں ''

جینس بائی ایم اے ایف جی ایس۔ اپنی کتاب انسکلوپیڈیا آف جاگرفی میں لکھتا ہے '' تمام سیاح اس بات پر متفق ہیں۔ کہ افغانوں میں اور گرد و نواحی قوموں میں بڑا فرق ہے۔ اور سب افغان ایک ہی نسل کے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ اپنی شکل اور خط و خال میں یہودیوں سے بہت ملتے جلتے ہیں '' وہی مصنف اہل کابل کی نسبت ذکر کرتا ہوا کہتا ہے۔ کہ یہ لوگ دراز قد ہوتے ہیں سیاہ آنکھوں والے نمایاں خط و خال والے اور انکے چہرے بالکل یہودیوں کی طرح ہیں +

کرنل یول سی بی انسکلوپیڈیا برٹانیکا میں افغانستان پر لکھتا ہوا کہتا ہے۔ کہ اس ملک کی عورتیں یہودیوں جیسی خوبصورت خط و خال رکھتی ہیں۔ اور یہی بات مردوں میں بھی پائی جاتی ہے :۔

اے کے جمیسن اپنی کتاب ڈکشنری آف جاگرفی میں کشمیر کی عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ پورے قد کی اور خوبصورت ہوتی ہیں۔ ان کی ناک ترچھی اور خط و خال بالکل یہودیوں کے سے ہوتے ہیں :۔

فرینکس برنیر اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے۔ کہ جب میں ملک کشمیر میں داخل ہوا۔ اور پیر پنجال سے آگے گذرا۔ تو یہ دیکھ کر میں بہت حیران ہوا کہ دیہات کے باشندے بالکل یہودیوں سے مشابہ تھے۔ انکے خط و خال اور اطوار اور وہ ناقابل بیان خصوصیت جس کے ذریعہ سیاح مختلف قوموں میں تمیز کرتے ہیں۔ تمام اس بات کی شہادت دیتے تھے۔ کہ یہ لوگ بنی اسرائیل ہیں۔ اور اسے صرف میرا وہم ہی نہیں خیال کرنا چاہیئے۔ بلکہ ان لوگوں کا یہودیوں سے شکل میں مشابہ ہونا ہمارے ننھ ٹوغیر وایٹ کے پادری اور کئی اور اہل فرنگ نے بھی میرے یہاں آنے سے بہت پہلے بیان کیا ہے۔ آرچیبلڈ کانسٹبل نے جس نے برنیر کے سفرنامہ کو فرانسیسی سے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے صفحہ ۴۳۰ پر لکھتا ہے وہ سیاح اہل کشمیر کا اپنے خط و خال میں یہودیوں سے مشابہ ہونا جانکو مت سے سیاحوں نے بیان کیا ہوا ہے '' (ریویو آف ریلیجنز)

**تقریظ**

رسالہ التحبیہ گوشت خوری کے جواز میں ڈاکٹر غلام رسول صاحب نے تصنیف کیا ہے رسالہ مذکور میں بہت سا حفظان صحت و ڈاکٹری اصول پر مبنی ہے قیمت نہایت کم لعنی ۱؍ پتہ امرتسر کرملہ شفید

# معلومات عامہ

گذشتہ سے پیوستہ

اس صدی میں اٹھارہ حکمران قتل کئے گئے۔ ۱۸۰۱ء میں زار روس ۱۸۰۸ء میں سلطان سلیم ۱۸۳۱ء میں کیپوڈیسٹریاس پریذیڈنٹ گورنمنٹ یونان ۱۸۶۵ء میں پریزیڈنٹ کارات ۱۸۶۸ء میں ابراہیم لنکن ۱۸۷۶ء اکیر پریزیڈنٹ ۱۸۸۱ء میں پریزیڈنٹ گارفیلڈ ۱۸۹۶ء میں الیگزینڈر بالٹ۔ ۱۸۹۶ء میں ڈیوک آف اریا ۱۸۹۶ء میں ملکہ کوریا ناصر الدین شاہ قاچار

دنیا میں سب سے زیادہ قیمتی کرسی پوپ کی ہے۔ یہ خالص چاندی کی بنائی گئی ہے۔ جس میں ۱۶ ہزار روپیہ خرچ ہوئے ہیں۔

• سویڈن میں ڈاکٹر لوگ مریضوں کے آگے بل نہیں پیش کرتے۔ جو کچھ مریض دیتے ہیں۔ اوسیکو قبول کر لیتے ہیں۔

حسن اتفاق سے شہنشاہ ہندوستان ۲۲ جون روز چہارشنبہ کو تاج پوشی مقرر کی تھی۔ اوسی روز منفصلہ ذیل فرمانروایان انگلستان کی بھی تاجپوشی ہوئی۔ اتھلسٹن۔ جان۔ رچرڈ ثانی۔ چارلس اول۔ جیمس ثانی۔ میری۔ ولیم۔ جارج چہارم۔ ولیم چہارم۔ ملکہ معظمہ کوئین آنجہانی ایمپرس وکٹوریہ۔

ساری فتوحات دنیاوی سے فتح اعظم تیمور کی شمار ہے۔ جو ۳۲ سلطنتوں پر حاوی تھا۔ اوسی نے ایران سے ۴۰ ہزار سوار سے قسطنطنیہ پر حملہ کیا تھا۔ اور باوجود موجود ہونے پانچ لاکھ افواج کے سلطان بایزید یلدرم کو شکست ہوئی۔

دنیا کی تاریخ میں جنگ پلونا غازی سلیمان پاشا سے بڑھکر کوئی جنگ نہیں ہے۔ جبکہ ستاون ہزار چار سو توپوں سے گولوں کا مینہ برستا رہا۔

تاریخ دنیا میں بجز شاہ عباس صفوی کے کوئی ایسا نہیں ہے جو کہ خصم کے ساٹھ ہزار افواج میں لڑا اور انکو نکال لایا۔

تپرہ گرین ضلع مونگیر کے سید کہتے ہیں کہ قوم ملک (جو صوبہ بہار میں آباد ہیں) یہ دعوے کرتے ہیں۔ کہ ہم سید ہیں یہ غلط ہے بلکہ یہ لوگ قوم چکوار کے خاندان سے ہیں۔ اسکا قصہ اسطرح پر ہے کہ جب سید ابراہیم عرف ملک قدس سرہٗ جنکا مزار شہر بہار میں بالائے کوہ واقع ہے۔ سپہ سالار مجاہدین کو علاقہ بہار میں فتح ہوئی۔ دو عورت قوم چکوار کی گرفتار ہوئی ازانجملہ ایک عورت حاملہ تھی اور ایک غیر حاملہ۔ غیر حاملہ کا نکاح کسی مجاہد سے ہو گیا۔ اور عورت حاملہ سے ایک لڑکا تولد ہوا۔ اس لڑکا کو سید ابراہیم نے متبنیٰ کیا اور وہ ملک مشہور ہوا۔ اوسی سے ملک کا خاندان جاری ہوا۔ قوم سید بڑگانواں ملک صوبہ بہار کی بستیوں کی حد بندی حسب ذیل بتاتے ہیں۔ پورب ندی کیول پچھم ندی سون۔ اوتر دریائے گنگ دکھن ضلع ہزاری باغ۔ میں کہتا ہوں۔ کہ میرے تجربہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے۔ کہ قوم ملک کے اخلاق و سیرت مثل و عادات سیدوں کی نہیں ہیں۔ یہ لوگ بڑے خونی و فسادی مثل زمینداروں چکوار وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ اور طاقتور بھی اوسی طرح ہوتے ہیں بخلاف اوسکے سید لوگ منکسر المزاج اور یہ بات بھی صحیح ہے۔ کہ قوم ملک کی بستیاں ندی کیول سے پورب دریائے گنگ سے اوتر ضلع ہزاری باغ سے دکھن نہیں ہیں ندی سون کی پچھم کی تحقیق میں نے نہیں کی ہے بعض حضرات ملک اگر اسکو دیکھکر کے ناخوش ہونگے اور وہ قدح کرینگے تو اونکی یہ بات شہادت دیگی۔ کہ یہ لوگ سید نہیں ہیں اور اگر سید ہوتے تو اللہ مع الصابرین پر ضرور عمل کرتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا کچھ تو اثر ہوتا۔ واللہ اعلم بالصواب

راقمہ ابوالمحامد سید محمد بالزمی

---

ہو القدیر

## غزل در تعریف سنت از منشی شیخ محمد ابراہیم صاحب عاجز

سنت احمد پہ ہر دم ہمکو چلنا چاہئے — شک و بدعت کے شکنجہ سے نکلنا چاہئے
عمل کریں کام [illegible] عشق — راحتیں میں موت ہمکو سمجھنا چاہئے
لیلائے [illegible] عشق احمد [illegible] — خاکپائے احمدی آنکھوں میں ملنا چاہئے
سوز الفت کی آتش غم میں مبتلا — ہو فرقت یارانہ سنت میں [illegible] چاہئے
مدعی عشق نبی جس قدر سب [illegible] — چھوڑ بیلا سنت ہمکو کیوں پھسلنا چاہئے
چاہتا ہے اُمتی گر حشر میں اپنی نجات — سنت و قرآن پہ ہر دم ہمکو چلنا چاہئے
ہے تمنا عاجز ابراہیم کی یہ سدا — آتش عشق نبی میں ہمکو جلنا چاہئے

تمام شد

ahmadimuslim.de

# فتاویٰ

سوال نمبر ۱۱: تمام چیزیں اپنے اپنے اسباب پر مبنی ہیں آسمان کس چیز پر مبنی ہے؟ راقم رحیم بخش از ڈیرہ ضلع گورداسپور۔

جواب نمبر ۱۱: ہر ایک چیز کے لئے بسبب اوس کے مناسب ہوتا ہے۔ آسمان کے لئے اوس کے مناسب سبب ہی ممکن ہے اور یہی کہ اندر کوئی طاقت ایسی ہو جو اوس کو روکے ہوئے ہے۔ زمین آسمان کا تعلق ہی ایسا ہے جیسا مقناطیس کا لوہے سے ہوتا ہے ایک کی دوسرے سے کشش ہے۔ بس قدرت نے ان ہی دو کو باہمی سبب اور شیئت بنا دیا ہے۔

سوال نمبر ۱۲: اکثر لوگوں میں اس قسم کے قصے مشہور ہیں کہ فلاں شخص فلاں قبر پر گیا۔ اور دعا کی۔ وہ قبول ہو گئی۔ یا فلاں شہید کا تر شیرنو سے مراد پوری ہو جاتی ہے اس کی اصلیت کیا ہے؟

سوال نمبر ۱۳: کیا شہیدان کی روحوں سے لوگوں کو فیضانات حاصل ہوتے ہیں؟

سوال نمبر ۱۴: یہ جو مشہور ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ہمزاد پیدا ہوتا ہے۔ اور مرنے کے اگر وہ نیک ہے۔ تو اوسکا ہمزاد قبر پر بیٹھ کر دعا کرتا ہے اور اگر بد ہے۔ تو لوگوں کو صدمہ پہنچاتا ہے۔ اس کی اصلیت کیا ہے؟

راقم شیخ احمد اللہ از دہلی

جواب نمبر ۱۲ و ۱۳ و ۱۴: تینوں باتیں فضول ہیں۔ ان کی کوئی اصلیت شرع میں نہیں۔ مشرکانہ خیالات ہیں۔ قبروں کے مجاوروں کی مشہور کی ہوئی ہیں۔

سوال نمبر ۱۵: المسلم تبرع مسجداً صنعت عليه الآن فئة وبات متولي المسجد الذي بناه واولاده قد انتقلوا من البلدة التي هم فيها وغلب على اراضيهم الهنود من جهة الهدم والدعوى في المحكمة فهدم سقفه وبعض جدرانه فمس الهنود ثانيا هل يصلي فيه ام لا

سوال نمبر ۱۶: ما تقولون في امساك الشعر والظفر في عشر ذي الحجة هو واجب ام مستحب بينوا توجروا۔ عبدالواحد ضلع حیدرآباد سندھ

جواب نمبر ۱۵: يجوز الصلوة في المسجد لان المسجد مطهر الارض لان الكعبة مسجد ابراهيم عليه السلام وقد بناها الكفار قريش ثم من جاء بعدهم وصلى فيها بناء قريش النبي صلى الله عليه وسلم

جواب نمبر ۱۶: مستحب للحديث

سوال نمبر ۱۷: شطرنج اور تاش کھیلنا منع ہے یا جائز اور شطرنج اور تاش کھیلنے والا بھی شریعت میں متقی بن سکتا ہے۔ (اللہ دتا از سہل گرداسپور)

جواب نمبر ۱۷: شطرنج وغیرہ کھیلنا حدیث شریف میں منع آیا ہے۔ شطرنج تاش وغیرہ یہ سب لہو و لعب ہیں شطرنج باز مولوی کو واجب ہے کہ یا تو ایسی حرکات خود چھوڑ دے۔ یا فتویٰ نویسی ترک کرے خدا فرماتا ہے فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عموم مطلب اس کا یہ ہے کہ ایسے کام نہ کرو جن سے لوگوں کے عقائد میں تمہاری بدکرداری سے تذبذب آجائے معہ فرمایا۔ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ

سوال نمبر ۱۸: الحمد کا امام کے پیچھے پڑھنا کیا حکم ہے اسکی حدیث کس کتاب میں ہے اور مولوی عبدالحی و مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کا کیا فتوی ہے۔ تراویح کا کیا حکم ہے تراویح کتنی رکعتیں ہیں۔ (بندہ رونق علی ساکن ضلع گونڈہ)

جواب نمبر ۱۸: فاتحہ خلف الامام پڑھنے کو حنفی علماء منع کرتے ہیں باقی حکم کرتے ہیں۔ اہل حدیث کے نزدیک فرض ہے۔ بخاری شریف میں حدیث ہے۔ لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب یعنی نماز بغیر الحمد کے ہوتی ہی نہیں مولوی عبدالحی مرحوم اور شاہ صاحب مغفور کا فتوی بھی اس کی نسبت دیکھنے کا ہے۔ امام الکلام مصنفہ مولوی عبدالحی اور شاہ عبدالعزیز کی رفع یدین آمین مستحب ہے۔ حدیثوں میں آیا ہے۔ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم بھی کیا کرتے تھے۔ حضرت استاد الہند شاہ ولی اللہ صاحب بھی رفع یدین کو مستحب فرماتے ہیں (حجۃ اللہ باب الاداب) تراویح آٹھ رکعت ہیں۔ بخاری وغیرہ میں یہ حدیث آئی ہے۔

ahmadimuslim.de

ہر مسئلہ کی اہل حدیث کا مذہب ہیں، دیکھو (بقیۃ ہر دفتر اہل حدیث سے ملتا ہے)

سوال نمبر ۹ :۔ ذبح کے وقت غلطی سے بجائے بسم اللہ اللہ اکبر کے بسم اللہ الرحمن الرحیم یا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہکر ذبح کیا جاوے تو درست ہے یا نہیں؟ (از ناگپور)

جواب نمبر ۹ :۔ جائز ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ مومن اگر بسم اللہ دانستہ بھی نہ پڑھے تو درست ہے۔ چہ جائیکہ سمجھکر دوسرا کلمہ اوس کے قائم مقام پڑھے۔

سوال نمبر ۱۰ :۔ دف تو آنحضرت کے وقت بھی بجاتے تھے؟ نقارے ڈہول وغیرہ کی حرمت کس حدیث سے ثابت ہے؟

سوال نمبر ۱۱ :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبوروں کی زیارت کے واسطے جو حکم دیا ہے بزرگوں کی خانقاہ پر جانا خواہ کتنی دیر ہوں۔ کیوں منع ہے۔ (حزب اللہ عفی عنہ از احمد پور)

جواب نمبر ۱۱ :۔ ڈہول وغیرہ کی حرمت کسی حدیث سے ثابت نہیں

جواب نمبر ۱۱ :۔ قبوروں کی زیارت بہ نیت سنت کرنا موجب ثواب ہے کی قید مسافت کی اس میں نہیں۔ لیکن چونکہ جاہل تارک کو جا مزاروں پر جاکر قبر کی زیارت کے فوائد سے غافل خود اونہی سے استمداد حاجات کرنے لگے ہیں مسنون بنایا ہوتا ہے۔ اس لئے ایسی جگہ پر نہ جانا چاہئے۔

۔ نابالغ بچہ کو بھی قبر میں سوال ہوتا ہے؟

نمبر ۱۳ :۔ جس شخص نے عورت کی عدت کے اندر ہی اسکا ح کرادیا۔ منع کرنے سے بھی باز نہ آیا۔ اس کے ساتھ کیا معاملہ جائے۔ اوس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے۔ برادری میں اوس سے نا جائز ہے یا نہیں؟ (محمد پناہ خریدار اہلحدیث)

جواب نمبر ۱۲ :۔ اس کی بابت صریح تو کوئی آیت یا حدیث نظر سے نہیں گذری۔ البتہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ نابالغ بچہ جبکہ شرع میں مکلف نہیں تو سوال کیسا؟ سوال تو اس لئے ہے کہ عدم تعمیل پر سزا ہو۔ سزا ہی نہیں تو سوال بھی نہیں۔

نمبر ۱۳ :۔ چونکہ نکاح خوان نے باوجود اطلاع کے ایسا کیا ہو تو بہت برا کیا۔ جس طرح توبہ کرے کراؤ۔ برادری سے الگ کردو یا نماز چھوڑ دو۔ مگر صرف اسی نیت سے کہ توبہ کرے۔

سوال نمبر ۱۴ :۔ مقتدی مقیم نے امام مسافر کی اقتدا کی امام نے دو رکعت پر قعدہ اولیٰ میں بعد تشہد درود، دعا وغیرہ پڑھی جس سے مقتدی کو قیام میں تاخیر ہوئی۔ اس سے مقتدی مذکور پر سجدہ سہو لازم آیا یا نہیں؟ (سید ابو الفضل از قرانی مٹی)

جواب نمبر ۱۴ :۔ مقتدی کے اٹھنے کا وقت وہی ہے جب امام فارغ ہو۔ اس لئے تاخیر نہیں ہوئی۔ علاوہ اس کے اصول ہے کہ مقتدی کو کسی ایسے فعل کی وجہ سے جو حالت اقتدا میں اوس کے امام سے سہوا یا عمدا اس نے کیا۔ سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔

سوال نمبر ۱۵ :۔ زید۔ عمر۔ بکر تین بھائی اپنے باپ خالد کے ترکہ کے وارث ہیں۔ ان میں سے دو (زید اور عمر) نے جبراً کل جائداد پر قبضہ کرلیا۔ بکر تیسرے نے ان دونوں کا کچھ قرضہ بھی دینا ہے۔ اب زید اور عمر بکر کو اس شرط پر قلیل حصہ دیتے ہیں۔ کہ ہمارا قرضہ ادا کرے۔ چنانچہ بکر چونکہ نادار شخص ہے۔ اوس نے مصلحتاً انکی یہ حق تلفی منظور کرلی۔ بنابر حدیث ہریرہ کے جس میں عائشہ صدیقہ نے بہیرہ کے مالکوں کی ایک ناجائز شرط مان لی تہی۔ جو بعد میں حضور نبوی نے قائم نہ رکھی۔ اس نیت سے تہوڑا سا حصہ لے لیا کہ جب میرا باقی حصہ دینگے۔ تو میں قرضہ دونگا۔ ورنہ باقی ترکہ قرضہ میں محسوب کرونگا۔ مطلب یہ کہ باطنی خیال ظاہر کے خلاف رکھا ہے اب وہ حصہ کا حقدار ہے یا نہیں؟ (مولوی عبد الغنی از کیتھل)

جواب نمبر ۱۵ :۔ چونکہ اس نے اپنا حق واجب عفو سے ساقط کردیا۔ اس لئے قضاءً تو اس کا حق نہیں ملیگا۔ ہاں چونکہ بظاہر وہ ایک طرح سے مجبور کیا گیا ہے۔ اس لئے عند اللہ اس کا حق ثابت ہے۔ بہیرہ کی حدیث پر قیاس صحیح نہیں۔ کیونکہ اوس میں کسی حق ثابت کا اسقاط نہیں تہا۔ کیونکہ اولاً کوئی حق ثابت نہیں۔ بلکہ اوس کا تو وجود بھی محتمل ہے۔ مگر چونکہ وہ شرط خلاف شرع تہی اسلئے نامنظور ہوئی۔ اور عفو کرنا یا کرانا ناجائز نہیں۔ اگرچہ وجہ ہے تو اوس کی مجبوری ہے۔ سو بلحاظ قانون مروجہ وہ اوس درجہ پر ...

ahmadimuslim.de

# انتخاب الاخبار

**کرکی** کے قصابوں نے اتفاق کر کے گوشت بیچنا چھوڑ دیا ہے۔ اور اب پونہ سے گوشت منگانے کی ضرورت پڑتی ہے (کیا آریہ [illegible] ہیں)

**میرٹھ** میں خوب بارش ہو رہی ہے۔ اور موسم خنک ہے۔ (امرتسر میں بھی یکم اگست کو خاصی بارش ہوئی۔ الحمد للہ)

**فیروزپور** سے لودیانہ تک بڑی ریلوے لائن کے لئے محمد سلطان صاحب ٹھیکیدار کی سرائے میں قلی بھرتی کئے جا رہے ہیں۔

**سمالی لینڈ** سے ملا کی نقل و حرکت کے متعلق ابھی کوئی پختہ خبر موصول نہیں ہوئی۔ نہ یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس کی فوجی تعداد کس قدر ہے۔

**جاپانیوں** نے انگریزی سٹیمر ہیپنگ کو گرفتار کیا ہے۔ جو شانگھائی سے نیوچوانگ کو جا رہا تھا۔

**ایک ڈیلی میل** کا تار آمدہ عدن مظہر ہے۔ کہ انگریزی سٹیمر ورڈ کا لک اور ملالیشیا روسیوں نے بحیرہ قلزم میں تین گھنٹے روک رکھے [illegible]

**سینٹ پیٹرزبرگ** کا صیغہ خارجہ بیان کرتا ہے کہ جہاز ملاکا کو سباستوپول میں بغرض تحقیقات لیجائینگے۔

**روئٹر** کا نامہ نگار بمقام چیفو سے بیان کرتا ہے کہ بندر آرتھر سے آنیوالے چینی راوی ہیں۔ کہ ۴ ہزار جاپانیوں نے قصبہ کے ایک شرقی قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ لیکن کمک پہنچنے سے پہلے روسیوں نے حملہ کرنے والوں کو کاٹ کر الگ کر دیا۔ اور سرنگوں میں آگ لگا کر سب کو اڑا دیا (مؤید)

**روئٹر** کا نامہ نگار ڈاک لکھتا ہے۔ کہ جنرل کروکی نے وا کو کیاو ڈنگ پر ایک سخت جنگ کے بعد قبضہ کر لیا۔ روسی قلعہ بند تھے اور انہوں نے اپنی جگہ کی زور سے حفاظت کی جاپانیوں کا نقصان ۳۰۰ آدمی کا ہوا۔

اس وقت بھی بعض ہندو فقیروں کے پاس ایک بچھڑا ہے جس کی چار ٹانگیں نیچے اور دو ٹانگیں اوپر ہیں۔ (ان اللہ علی کل شیء قدیر)

**روئٹر** کا نامہ نگار جو جنرل کروکی کے ہمراہ ہے۔ بیان کرتا ہے کہ چیناؤ کی لڑائی موتیالنگ کے جنوب کی طرف ایک اور روسی شکست ہے روسیوں کی زیادہ ڈویژن مصروف جنگ تھی۔ ان کے مردے دفن کرنے سے زائد تھے جو جلائے گئے۔

**روئٹر** کا نامہ نگار مقیم ٹوکیو جنگ لیوٹانگ کی۔ جو انپنگ کے شرق میں ہے تصدیق کرتا ہے۔ یہ لڑائی ۱۷ تاریخ کو شروع ہو کر ۱۸ کو ختم ہوئی۔ جس میں جاپانیوں کے ۳۲۰ اور روسیوں کے ۴ ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔

**انگریزی** گورنمنٹ کے اعتراض پر سلطان المعظم نے روسی سفیر کو مطلع کیا ہے کہ اب کسی والنٹیر کروزر کو ڈارڈنلز سے نکلنے کی اجازت نہ دی جائے گی۔

**روسی** نیوچوانگ کو خالی کر رہے ہیں (خوش قسمتی)

**جنرل** کروکی نے رپورٹ کی کہ ۳۱ تاریخ کو ہماری فوج نے قبضہ کرنے کی کارروائی شروع کی۔ دشمن نے [illegible] کی صبح کو لڑائی شروع ہوئی۔ دشمن بھاگ گیا۔ اور ۱۳ مشین [illegible] میدان میں چھوڑ گیا

**ایک جاپانی** کو کسی جرم میں پھانسی کی سزا [illegible] تلاشی لینے پر اس کی جیب میں تین روپے پائے۔ ملزم نے گورنر کو کہا۔ کہ ان روپوں کا جو کچھ چاہو [illegible] کہا کہ یہ روپے اپنے پاس امانت رکھئے۔ اور جنگ جاپانیوں کے لئے جو چندہ کھلا ہوا ہے۔ اس میں بھی داخل کر دیجئے گا۔ یہ کہہ کر اگلے روز یہ ملزم پھندا گلے میں ڈالکر لٹکا دیا گیا۔ ([illegible])

**ویدو دستی** نامی ایک اخبار ظاہر کرتا ہے کہ ۴۰۰۰ تک [illegible] کے لئے کافی مقدار میں سامان فوراً فراہم ہو گیا ہے۔ لکھا ہے کہ روسی [illegible]

کیلئے اب ہر طرف سے روسی سپاہ آرہی ہے اور آئندہ وہ نہ
جو روسی سپہ سالار نے سینٹ پیٹرزبرگ کی روانگی کے وقت کہا تھا کہ
ایک بھی جاپانی پچوریا سے سلامت نہ جائے گا - اس کے الفاظ پر
روسی جنرل استعد معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ارادہ ہے - کہ منچوریا جاپانیوں
کا مدفن بنایا جائے (دیدہ باید)

ٹوکیو سے روٹر کا نامہ نگار بذریعہ تار برقی خبر دیتا ہے کہ جاپانیوں نے
نیوچانگ پر قبضہ پالیا ہے - اور جاپانیوں کی اس کارروائی پر روسیوں
نے مقابلہ تو در کنار مزاحمت بھی نہ کی - روسی جنرل سیکروف اپنے
ایک تازہ رپورٹ میں ظاہر کرتا ہے - کہ ۱۳ تاریخ کی صبح کو ٹیباٹ شاہ
مقام (جو تاشی ماؤ کی جانب مشرق ۸ میل پر واقع ہے) کو مشرق
سمت پر جاپانیوں نے سخت گولہ باری کردی -

نیوچوانگ سے تازہ خبر موصول ہوئی ہے کہ گذشتہ چہار شنبہ کو
صبح ہوتے ہوتے جاپانی جاسوس نیوچانگ کی جنوب میں ۱ میل تک
جا گھسے تھے -

تاریخ کو جاپانیوں نے مقام ٹوالنی پر مزید ۲۰ ہزار سپاہ

جنرل کیروکی کے صدر مقام سے خبر دیتا ہے
میدان کارزار بھی حدت آفتاب سے خشک

متصل شدہ ایک تازہ تار برقی میں ظاہر کیا گیا ہے کہ
جاپان کے زیر صدارت ایک جلسہ مجلس وزارت کا منعقد
ہمیں نا ور پارلیمنٹ کونسل اور یاسہ بھی شریک تھا اس وقت
رائے قرار پایا تھا - کہ پورٹ آرتھر کی کامل فتح اور لاؤ یانگ
پر قبضہ جمانے کے بعد روسی سپاہ سالار جنرل کیروپاٹکن
یہ گذری ہے - کہ مزید روسی بربادی و پامالی سے بچنے کا سبب
نا نہیں تو سوچے کہ روسی جنرل جاپان کی اطاعت قبول کرلے -
سرکاری تجویز ایک ایک نقل دول غیر کے سفیروں کے نام ارسال
کی بھیجے پائی اور کہا گیا - کہ اگر جنرل اس امر کو گوارا نہ
کا اسپر فتح پانے کے لئے کچھ گیا گذرا نہیں ہے (وہ

بھیجا روس ہے اوس نے جاپان جیسے کی دیکھے ہیں - قریب دو دن اور
بات ہے)

انگریزی کے اخبارات یکزبان ہو کر زور دے رہے ہیں - کہ روسی
بیڑہ بحر احمر میں موجودہ کارروائیوں سے کیا مقصد رکھتا ہے اس
کے ولی مطالب کی تحقیقات کی جائے (اگر وہ معلوم نہ ہوئی)
مدراس میں ایک اسپیکر نے گائے کے بچے کو بیچا اب وہ نہ کیا
تھا - پندرہ روپیہ جرمانہ کیا گیا - (بہت کم ہے)

بہت سے ترکی افسر کہتے ہیں - کہ وہ ہر طرف منچوریا میں جنرل کروپاٹکن
کے آخری شکست کے منتظر ہیں - اس کے بعد بالگیر پر جنگی ہو گا
کیا جائے گا - (کیونکہ اوسکا حامی روس کمزور ہو چکا ہو گا)

ایک آنہ والے سکہ کے مروج کرنے پر گورنمنٹ غور کر رہی ہے
گذشتہ جمعہ کو سیلون کے ایک موضع میں ۸ میل مچھلی نمودار ہوئی
گولی سے شکار کی گئی - بیس آدمیوں نے صرف اس کے اوپر کا
حصہ اٹھایا تھا - ڈھانچ عجائب خانہ میں رکھی گئی - (ایک حدیث کی تصدیق ہے)
کراچی کی بندرگاہ وچھوڑا ہے ہزاروں من گیہوں باہر پڑا ہوا ہے گذشتہ
سال گودام کی توسیع فکر کر رہی ہے - آسمان سے کمی بارش کا فیصلہ
کر دیا ہے -

راجہ کوچین نے ایک شخص کو اپنے خرچ پر مدراس میں فنون لطیفہ
کی تعلیم حاصل کرنے کو بھیجا ہے

جاپان میں ملک پر قربان ہونے والوں کی قدر - موجودہ جنگ
روس و جاپان میں ایک جاپانی زخموں سے مرگیا جب اوس کی موت
کی خبر اوس کے باپ کو ملی - تو اوس نے گھر کے کل آدمیوں کو
جمع کر کے کہا - بچو اتمہارے بڑے بھائی نے ہمارے اور
ہمارے وطن کے لئے اپنی جان دیدی - اسلئے ہمیں اس کی موت
پر ماتم کرنا نہیں چاہئے - کیونکہ اس کا مرنا ہمارے لئے باعث فخر ہے
اگر ہماری آنکھوں سے پانی گرے تو مرحوم کو صدمہ پہنچے گا کہ
اتنا کہکر بڑے باپ نے اپنے مذہب کے مطابق آگ میں کچھ خوشبو
ڈالی - اور گھر کے کل آدمی اس رسم میں شریک ہوئے
اور ایک بوند پانی تک اون کی آنکھوں سے نہیں گرا - مرقع کہیر

ahmadimuslim.de